مسلمانوں سنِ ہجری اپناؤ

مصنف

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام

محمد کاشف اشرفی عطاری

ناشر

قُطبِ مدینہ پبلشرز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

﴿فقیر اس مضمون کا آغاز جناب مولانا ڈاکٹر عبدالفتاح صاحب بلوچ پنوعاقل سکھر (سندھ) کی نظم سے کرتا ہے۔﴾

مسلمانوں سے میری التجا ہے[1] — وہ سمجھیں دین کا عرفان کیا ہے
اگر سوچیں تو یہ عُقدہ کھلا ہے — نصاریٰ نے ہمیں دھوکہ دیا ہے
ہمارا عیسوی سن سے تعلق — بجائے خود بھلا ہے یا برا ہے
مسلمانو بس اتنا سوچ لیتے — کہ تقلیدِ نصاریٰ اِبتلا ہے
اسیرانِ فریبِ مغربیت — میرے اشعار کا یہ مدّعا ہے
سنِ ہجری ہماری آبرو ہے — سنِ ہجری ہمارا اِرتقا ہے
سنِ ہجری کے احیاء کا تصوّر — ہمیں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے دیا
سنِ ہجری فقط سن ہی نہیں ہے — ہماری عظمتوں کا رہنما ہے
سنِ ہجری سے ہوں گے متحد ہم — یہی ایک بہتری کا راستہ ہے
نہ سمجھا وقت کی قدروں کو ہم نے — ہماری عقل کا حافظ خدا ہے
سنِ ہجری ہماری زندگی ہے — سنِ ہجری سے ہی جُہدِ بقا ہے
سنِ ہجری مروج کیجئے کہ — سنِ ہجری رہینِ مصطفیٰ ہے

---

[1] اپیل اُویسی غفرلہٗ...... فقیر ڈاکٹر صاحب کی طرح عاشقانِ رسول انام ومحبانِ اسلام سے اپیل کرتا ہے کہ خدارا سنِ ہجری کو اپناؤ مسلمانو!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

پیش لفظ

اہلِ اسلام کا مذہبی سنہ ہجری ہے، جسے خلیفہ دوم سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بمشورہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جاری کیا۔ مگر افسوس کہ آج ہم مسلمانوں نے اسے یکسر نہ صرف بھلادیا ہے بلکہ عملاً مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ (اِلاّ قلیلا منّا) حالانکہ ہجری سنہ ہمارا قطب نماز اور قدیم یادگار ہے۔ جس کا احیاء واجراء اور فروغ اسلام کی بہترین خدمت ہے۔ کیونکہ اس سے قوم میں تاریخِ اسلام کے ساتھ لگاؤ، اسلاف کے ساتھ تعلق اور راہِ خدا میں ہجرت وقربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور رِضائے خدا اور خدمتِ اسلام کیلئے مصائب کا مقابلہ کرنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔ کاش! ہمیں اس متاع عزیز کو برقرار رکھنے کی معمولی سی فکر دامن گیر ہوتی۔

عوام سے خواص علماء ومشائخ تک عیسائیوں کے سنہ عیسوی کے نہ صرف دلدادہ ہیں بلکہ عملاً اسکی اشاعت وترویج میں اتنا منہمک ہیں کہ اگر کوئی بھول کر بجائے سنہ عیسوی کے سنہ ہجری لکھ دیتا ہے تو اسے دقیانوسی ملاّ ازم اور نامعلوم کن کن خطابات سے نوازتے ہیں حالانکہ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ عیسائیوں میں عقیدہ کے مطابق مروجہ سنہ عیسوی کا آغاز معاذ اللہ (نقل کفر کفر نہ باشدہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ہوتا ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ کسی بھی انگریزی تاریخی کتبہ کو آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو سنہء کے آگے آپ کو اے ڈی (A-D) لکھا ہوا نظر آئے گا جو کہ انگریزی زبان میں آفٹر ڈیتھ (بمعنی بعد وفات) کا مخفف ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ ایسا سنہ عیسوی کہ جس کے آغاز کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے شمار کیا جائے، ہم مسلمانوں کیلئے کس طرح قابل استعمال ہوسکتا ہے جبکہ یہ نظریہ عقیدہ قرآنی [1] کے سراسر منافی ہے البتہ مرزائی قادیانی اُمت کیلئے عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح روا ہوسکتا ہے۔

ایک غیور مسلمان کب گوارا کرسکتا ہے کہ وہ ایسے سنہ عیسوی کو اپنائے جو قرآنی عقیدہ کے مخالف اور صراحۃً مخالف ہے۔ جس کا لکھنا اور اپنانا گناہ اور صریح جرم ہے۔ پھر دوسری طرف میں غور فرمایئے کہ ہمارا ایک رفیع الشان سنہ ہجری موجود ہے۔

علاوہ ازیں مسلمان محمدی ہوکر انگریز مسیح کے سنہ عیسیوی کو کیوں اپنانا گوارا کرتا ہے۔ جب اسے معلوم ہے کہ انگریز ہمارے جان و ایمان کے دشمن ہے۔

اسی وجہ سے تو فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے قمری حساب باقی رکھنے کو مسلمانوں کے ذِمہ فرضِ کفایہ قرار دیا ہے، لہٰذا ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہم صرف اسلامی تاریخ اور محمدی سنہ ہجری کی اہمیت کا احساس کریں۔ انگریز کی ذہنی غلامی سے آزاد ہوں اور انگریزی تواریخ وروایات کی ترویج کے بجائے اپنے دینی ملی شعائر وروایات کا احیاء وتحفظ اور ان کی نشر واشاعت کریں۔

---

[1] قرآن میں وما قتلوہ یقیناً ہ م بل رفعہ اللہ الیہ (سورۃ النساء:۱۵۷)

ترجمہ: ان کو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو یہودیوں وغیرہ نے قتل نہیں کیا تھا، بلکہ اللہ تعالٰی نے انہیں زندہ آسمانوں پر اُٹھالیا تھا۔

سنہ ہجری کی ترویج احیاء کا بہترین طریقہ

روزمرہ کی خط وکتابت کے ساتھ ساتھ، ڈاک کے ٹکٹوں، کرنسی نوٹوں اور سکّوں، شادی کارڈوں، سائن بورڈوں اشتہاروں، اعلانوں، دفتروں وحوالہ جات اور دیگر صدہا اُمور میں صرف سنہ ہجری کی مقدس ومطہر تاریخیں درج کریں۔ اس فراموش شدہ سنت کو ازسرِ نو زندہ کر کے دِکھلا کر سو شہیدوں کا مرتبہ حاصل کریں۔

اگر بمجبوری انگریزی عیسوی تاریخ لکھنا ہو تو بھی اسلامی تاریخ وسنہ ہجری کو انگریزی تاریخ وسنہ عیسوی پر اوّلیت وفوقیت ہو۔

اہل خیر حضرات ہجری سنہ کے کلینڈر کثیر تعداد میں چھپوا کر عوام میں مفت تقسیم کرائیں۔ اگر ہو سکے تو فقیر کے رسالہ ھٰذا کو زیادہ سے زیادہ شائع کر کے عوام تک پھیلایا جائے تاکہ سنہ ہجری کی اہمیت معلوم ہو۔ عوام امراء وعلماء کرام ومشائخ حضرات خصوصیت سے متوجہ ہوں۔

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ (بہاول پور)

۱۸ جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ یکم ستمبر ۱۹۶۹ء شب منگل بعد نمازِ عشاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! فقیر اُویسی مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ اسلام کے ہر مسئلہ کی ترویج میں عملی کاروائی پر زور دیں تاکہ اسلام کو تازگی نصیب ہو۔ ہر غیر مسلم کا انہماک دیکھئے کہ وہ اپنے ہر مذہبی چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ کی ترویج میں تن دھن کی بازی لگا دیتے ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ اپنے ہی مسائل کو اپنے ہاتھوں سے دفن کررہے ہیں اور پھر ہماری ہی شوم بختی سمجھئے کہ ان مسائل کو مٹا کر غیروں کے اطوار کو اپنانا اپنی ترقی سمجھتے ہیں۔ مثلاً تاریخ نویسی، یعنی سن وغیرہ خطوط و دیگر نجی ضروریات میں سن ہجری کے بجائے سن عیسوی لکھنے کو دیکھئے۔ فقیر نے یہ چند سطور' باشعور مسلمانوں کیلئے لکھ دیئے، ممکن ہے کسی بندۂ خدا کو اس طرف توجہ ہوجائے۔

سنین و شہور کی ابتداء

سنین و شہور ہفتوں اور دِنوں کے رواج اور اس کے موجدوں اور رائج کنندوں کی صحیح تاریخ کا معلوم ہونا ایک نہایت دُشوار ترین امر ہے۔ لیکن قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تقسیم زمانی اور روزِ ایام کا حساب ابتدائے عہد انسانی سے ہے، خواہ اُس کی صورت و نوعیت کچھ ہی کیوں نہ ہو مختلف سنین و شہور اور ان کے جدا جدا ناموں کا وجود اس کی کافی دلیل ہے۔

اگرچہ تاریخ میں اکثر حالات و واقعات (ق۔م) کے اشاروں کیساتھ بلاتعین شہور و سنین ملتے ہیں اور اس سے یہ خیال ہوسکتا ہے کہ ابتدائے عہد انسانی میں سنین و شہور کا رواج نہیں تھا۔ لیکن قرآن حکیم کا اعلان ہے کہ هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا و قدره منازل لتعلمون عدد السنین والحساب (سورۂ یونس:۵) ترجمہ: حکیم مطلق خداوند تعالیٰ نے سورج کو ضیاپاش اور چاند کو روشن و منور بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کردیں تاکہ تم سن و سال کا حساب اور شمار معلوم کرسکو۔

چاند کے تغیرات کو خالق کائنات نے اعداد و سنین اور حساب کے علم کا ذریعہ بنایا ہے۔ یہ تغیرات قمری ابتدائے آفرینش عالم سے مسلسل و پیہم جاری و ساری ہیں۔ اس لئے ہمیں سنین و شہور کے تعین و تقرر کو ابتدائے نوع انسانی ہی سے نہیں بلکہ ابتدائے آفرینش عالم کے ساتھ فطری طور پر ماننا پڑے گا۔ بہرحال یہ تقسیم زمانی حیات انسانی کے ساتھ ساتھ ہے۔

اسلام فطری مذہب

دیگر اقوام کے سنین سے متعلق ہم اس وقت کوئی بحث نہ کرینگے۔ البتہ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ قمری حساب فطرت کے عین مطابق اور تمام اہل عالم کیلئے نہایت آسان اور سیدھا سادہ حساب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام جیسے دینِ فطرت نے اسی حساب کو اختیار کیا ہے۔ مسلمانوں کی بے حسی اور کم ہمتی پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے کہ ہماری اسلامی حکومت پاکستان میں ہی نہیں بلکہ آزاد، مستقل اور کامل خودمختار ممالک اسلامیہ میں بھی اسلامی شہور و سنین کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ تمام محکموں، شعبوں اور دفتروں کے علاوہ کتابوں رسالوں جریدوں اور مکاتیب میں بھی سنِ مسیحی استعمال کیا جاتا ہے۔ جرائد و رسائل کے سالنامے سنِ مسیحی کے آغاز میں شائع کئے جاتے ہیں۔ سال نو کی تقریبات ہائے مسرت بھی سنِ مسیحی کے آغاز ہی میں منائے جاتے ہیں۔ ہم اپنی ذاتی تقریبات کے دعوت نامے اور شادی کارڈ حتیٰ کہ مذہبی جلسوں اور تقریبوں کی تاریخیں بھی عیسوی سن کے حساب سے مقرر کرتے ہیں۔ اسلامی سال کے آغاز پر شاید ہی کوئی اخبار یا رسالہ چھپتا ہو!

اسلامی خصوصیات سے ہماری دوری و بیگانگی اس حد تغافل تک ہی نہیں ہے۔ بلکہ بعض جدّت یا بدعت پسند حضرات سن انگریزی کی اشاعت و ترویج کیلئے نجی کوششوں سے سن ہجری نبوی کو مسلمانوں کے لوحِ دل سے بھی محو کرنا چاہتے ہیں۔ انگریز تو ہے ہی دشمن یہودیوں کی دشمنی اس سے بڑھ کر ہے۔ اسلامی فرقوں میں بھی بہت سے لوگ سنِ ہجری کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اگر ہم عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محبانِ اسلام ہو کر عملی طور پر اسے نہ اپائیں، تو ہم میں اور دشمنانِ اسلام میں فرق کیا رہا۔

ازالۂ وہم...... ہمیں اس سے اختلاف نہیں کہ حکومت ہائے اسلامیہ کے اُن خاص اور بین الاقوامی معاملات کے کاغذات رجسٹرز، حسابات وغیرہ میں انگریزی تاریخ اور ماہ و سال استعمال کئے جائیں جن کا تعلق غیر اسلامی حکومتوں سے ہے۔ لیکن حکومت اور پبلک کے اپنے مخصوص اِداروں نیز تقریبات و تعطیلات، مکتوبات و اطلاعات، تصنیفات و تالیفات، جرائد و رسائل اور جنتریوں میں لازمی طور پر اسلامی سال و ماہ اور تاریخوں کا استعمال کیا جائے کہ ہماری قومی و مذہبی خصوصیت اور امتیازی شان نمایاں ہو کر ہمیں تمام شعائرِ اسلام کی پابندی کی طرف مائل کر سکے۔

سنہ ہجری کی اہمیت و فضیلت

اگرچہ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے زمانہ ہی میں اسلامی تاریخ کی ابتداء ہوگئی تھی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی نے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر تاریخ و سنہ مقرر کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ لیکن صحیح و محقق یہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے کئی سال بعد تک کوئی اسلامی تاریخ نہ تھی۔ وصال شریف کے چھ سال بعد جب اسلامی مملکت کے حدود بہت وسیع ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں بعض واقعات ایسے پیش آئے جنہوں نے اس برگزیدہ خلیفۂ اسلام کو تاریخ مقرر کرنے کی طرف متوجہ کیا۔

☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوبہ دار یمن نے لکھا کہ دربارِ خلافت سے جو احکام و خطوط موصول ہوتے ہیں۔ ان سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کب کے لکھے ہوئے ہیں (اس سے بڑی دقت کا سامنا ہوتا ہے)۔

☆ مدینہ سے ایک شخص یمن وغیرہ کی سیاحت کو گیا اور وہاں ماہ و سال کے عام رواج کو دیکھ کر مدینہ واپس آ کر بیان کیا کہ اہل یمن اپنی تحریروں میں ماہ فلاں اور سنہ فلاں لکھتے ہیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں شعبان کے مہینے میں ایک دستاویز پیش ہوئی جس کی میعاد بھی ماہِ شعبان ہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا معلوم نہیں گزشتہ شعبان مراد ہے یا موجودہ یا آئندہ۔ غرض ان اسباب اور مشکلات کو محسوس فرما کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنہ قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی جمہوری اصول کے پیش نظر عامۃ المسلمین اور ممتاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے مشورہ کیا کون سے واقعے اور کس سن سے اسلامی تاریخ کی ابتداء کی جائے۔

چونکہ اس وقت حاضرین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقطۂ خیال تک نہیں پہنچے تھے۔ اس لئے دیگر ممالک کے سن مروجہ کو پیش کرتے ہوئے بعض نے اہل روم کا سن اختیار کرنے کی رائے دی، جو ذوالقرنین کی تاریخ فتح سے شمار کیا جاتا ہے اور اکثر نے ایرانیوں کی تقلید کا مشورہ دیا۔ مگر پہلی تجویز پر یہ نقص ظاہر کیا گیا کہ یہ سن بہت بعید زمانہ کا ہے، اس لئے مناسب نہیں اور دوسری تجویز کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا گیا کہ ایرانیوں کا سن اختیار کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ یہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے یعنی ہر نئے بادشاہ کی تخت نشینی سے نیا سال (نیا جلوس) جاری اور پہلا سن متروک ہو جاتا ہے۔

اب چونکہ حاضرین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلیٰ خیال کو سمجھ گئے تھے۔ انہوں نے اسلامی واقعات کو پیش نظر رکھ کر رائے دینی شروع کی۔ اگرچہ اسلام کے اور بھی ایسے اہم واقعات تھے، جن سے تاریخ وسن کی ابتداء کی جاسکتی تھی لیکن چار واقعے ایسے عظیم الشان موجود تھے، جن کے مقابلہ میں کسی دوسرے واقعہ کو وقعت دینا انصاف سے بعید تھا۔ وہ چار واقعات یہ ہیں:۔

(۱) **ولادت با سعادت**............حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت۔

(۲) **بعثت مبارکہ**............نبوت ورسالت کا ظہور۔

(۳) **ہجرت طیبہ**............بامر خداوندی مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت۔

(۴) **وفات شریف**............حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بظاہر اس عالم سے وصال۔

انہیں چاروں میں سے کسی واقعہ کی نسبت میں اپنے اذہان سے کوئی فضیلت اور وجہ ترجیح سمجھ کر حاضرین نے مختلف رائیں پیش کیں۔

بعض بزرگوں نے کہا سب سے افضل اور عظیم الشان واقعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہے۔ اس مبارک دن سے گویا دین اسلام عالم وجود میں آیا ہے۔ لہٰذا اسی مبارک دن سے اسلامی تاریخ کی ابتداء کی جائے۔ دوسرے بزرگوں نے کہا اس متبرک دن کی فضیلت مسلّم ہے لیکن اسلام کی اصلی وحقیقی ابتداء اس یوم مسعود سے ہوئی جس روز آں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہری طور پر منصبِ رسالت ونبوت سے سرفراز کئے گئے ہیں۔

چند حضرات نے کہا کہ یہ ایام اگرچہ نہایت بابرکت اور افضل ہیں۔ لیکن حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے قیامت خیز اور دِلوں کو ہلا دینے والے اور پھر کبھی نہ ہونے والے واقعے کی مانند اسلام میں کوئی واقعہ نہیں ہے۔ اس سے اسلامی سن کا آغاز ہونا چاہئے۔ لیکن چونکہ ایک نہایت صدمہ خیز اور حسرت انگیز یادگار تھی' اس پر بھی اتفاق نہ ہوا۔

آخر میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ جس روز آں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکوں کی بستی کو چھوڑا ہے اور جس دن کی برکت وعظمت نے اسلام کی قوت میں ایک حیرت انگیز ترقی پیدا کردی ہے اور اس سے گویا اسلام کی زندگی کا ایک نیا دَور شروع ہوگیا۔ وہی دن اس کا مستحق ہے کہ اسلامی سنہ کی ابتداء اس سے کی جائے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اس رائے عالی سے دوسرے جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی اتفاق فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خود بھی یہی رائے تھی۔ بالآخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ صادر فرمادیا کہ بے شک اسی واقعہ سے اسلامی سنہ موسوم اور شروع کیا جائے۔ اس مبارک زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیض قربت نے سینوں کو آئینہ بنادیا تھا۔ رنجش و کدورت کا نام ونشان نہ تھا۔ جذبۂ تفوق کے ماتحت کسی کو اپنی رائے پر نہ اصرار تھا نہ ضد۔ چنانچہ دوسرے صحابہ اور تمام مسلمانوں نے بھی اس رائے کی خوبی کو تسلیم کرلیا اور نہایت اتفاق واتحاد اور بڑی مسرت کیساتھ یہ قیامت تک جاری رہنے والا سن مقرر ہو کر جاری ہوا۔

یہ مسئلہ حل ہوجانے کے بعد اس امر پر گفتگو ہوئی کہ کس مہینے سے حساب شروع ہو۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چونکہ ماہِ ربیع الاوّل سے ہجرت فرمائی تھی۔ اس لئے اُسی سے آغاز ہونا ظاہر تھا۔ مگر بعض صحابہ علیہم الرضوان نے رجب کے متبرک و معظم مہینے کو پسند کیا جو اشہر حُرُم میں داخل ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض صحابہ علیہم الرضوان نے فرمایا کہ ماہِ محرم الحرام 'اشہر حرم' میں داخل اور شرعاً بھی نہایت معظم ہے۔ حج کرنے والے حج سے فارغ ہو کر اسی مہینہ میں واپس آتے اور اپنی زندگی کی ایک نئی حالت کی ابتداء کرتے ہیں۔ اسی سے سن ہجری کا آغاز کرنا چاہیے۔

اس رائے کو حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بالاتفاق پسند فرمایا اور محرم ہی سے سنِ ہجری کی ابتداء قرار دی گئی۔

اگرچہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے دو ماہ پیشتر سے حساب لگایا گیا ہے۔ لیکن غور کرنے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نکتہ رس اور صائب رائے پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔ ان خاصانِ خدا نے فی الحقیقت ہجرت کا اصلی اور واقعی مہینہ لے لیا ہے۔ کیونکہ ذی الحجہ میں بیعت عقبہ ہوئی تھی (جس میں اہل مدینہ نے تشریف آوری کی التجا اور خدمت وجانثاری کا وعدۂ واثق کیا تھا) اور اس کے بعد ہی حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ اور تہیہ فرمالیا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یارِ غار نے اونٹنیاں بھی خرید کر تیار رکھی تھیں اور ارادہ کرنے کے بعد سب سے پہلا مہینہ محرم الحرام ہی کا شروع ہوا تھا۔ (گو بعض وجوہ سے دو مہینے تک ارادہ پورا نہ ہوسکا۔)

بہرحال سن ہجری ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عطا کردہ تحفہ ہے۔

مسلمان سوچیں! ہم کیسے محبوب تحفہ سے بے پرواہی کر رہے ہیں۔ کل قیامت میں تحفہ دینے والے محبوبوں کو کیا منہ دِکھائیں گے۔

(وما علینا الا البلاغ)

مسلمان کا تعلق کس سے

مسلمان کا مقصد وحید صرف اور صرف اللہ تعالٰی کی ذات ہے اور بس پھر اس کے نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات سے کہ مسلمان کو ربّ رحمٰن سے ملانے والے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کے پاس ان کی رہبری کیلئے اپنی سچی کتاب بھیجی یعنی قرآن مجید تاکہ وہ اس سے وابستہ ہوکر اپنے مالک حقیقی سے واصل ہو۔ اس کتاب برحق یعنی قرآن مجید میں اپنی ہدایات وغیرہ کی تاریخیں اسلامی مہینوں سے منسلک فرمائی۔ بعض کا صاف نام لے کر بعض کے اسماء اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ذریعے۔ اب افسوس ہے اس نادانی پر کہ اس کا مالک تو اسے اسلامی مہینوں سے اس کی رہبری فرماتا ہے لیکن وہ اس کے دشمن انگریز کا کاسہ لیس بن گیا ہے۔ احکامِ الٰہی بذریعہ اسلامی تاریخوں کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

چند نمونے

قرآن شریف میں اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے:

ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهراً (سورۂ توبہ:۳۶)

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک سال کے مہینوں کی گنتی بارہ ہے۔

اور فرمایا:

شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن (سورۂ بقرہ:۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا۔

اور فرمایا:

فمن شهد منكم الشهر فليصمه (سورۂ بقرہ:۱۸۵)

ترجمہ: پس جس کسی نے تم میں سے مہینہ پایا۔ پس اس پر اس کا روزہ فرض ہے۔

اور فرمایا:

الشهر الحرام بالشهر الحرام (سورۂ بقرہ:۱۹۴)

ترجمہ: حرمت والا مہینہ بدلے حرمت والے مہینے کے۔

اور فرمایا:

الحج اشھر معلومت (سورۂ بقرۃ:۱۹۷)

ترجمہ: حج کے مہینے معلوم یعنی متعین ہیں۔

اور فرمایا:

للذین یؤلون من نسائھم تربص اربعۃ اشھر (سورۂ بقرہ:۲۲۶)

ترجمہ: جولوگ اپنی عورتوں سے کنارہ کرتے ہیں ان کیلئے چار مہینوں کا انتظار ہے۔

اور فرمایا:

والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن

بانفسھن اربعۃ اشھر و عشرا (سورۂ بقرہ:۲۳۴)

ترجمہ: اور جولوگ تم میں فوت ہوجائیں اور اپنے پیچھے وہ بیویاں چھوڑ جائیں۔

ان کی بیویاں اپنے نفسوں کے بارے میں چار ماہ دس دن انتظار کریں۔

فائدہ...... ان تمام آیات مذکورہ سے واضح ہوا کہ ربّ تعالیٰ نے سال کے بارہ ماہ بنائے ہیں۔ ان میں سے بعض مہینوں کا تشخص بعض عبادات یا بعض اُمور کیلئے فرمایا ہے۔ مثلاً رمضان کے روزے فرض کئے۔ اس میں لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر ایک ہی بار قرآن کا نزول ہوا۔ جس شخص نے اپنی زندگی میں رمضان کو پایا' اس پر روزہ فرض بتایا۔ یعنی اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے اور فرمایا حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں۔ ان میں ہی حج کیا جاتا ہے۔ ان کے گزرنے سے حج کا وقت گزر گیا۔ اور فرمایا جولوگ اپنی عورتوں سے ایلاء کرتے ہیں یعنی وہ ان کے نزدیک نہ جانے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں۔ اس قسم کے توڑنے اور کفارہ ادا کرنے اور عورت کے نزدیک جانے کی مدت صرف چار مہینے ہے۔ اس کے بعد وہ اس سے بائنہ ہوجائے گی۔ اگر شوہر فوت ہوجائے، اس کے پیچھے اس کی بیوی زندہ ہو، تو وہ چار ماہ دس دن انتظار کرے' اس کے بعد اگر نکاح کرنا چاہے تو وہ مختار ہے۔

دعوتِ غور و فکر

اس سے صرف اسلام کا شیدائی غور فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کیسے احسن طریق سے سمجھایا کہ اے مسلمان تیری زندگی کے تمام اُمور کا تعلق قمری یعنی عربی مہینوں سے ہے' ہندی یا انگریزی مہینوں سے نہیں۔ مثلاً روزہ کی فرضیت رمضان کے مہینے پر مبنی ہے اور حج کی فرضیت ذوالحج پر۔ اگر چہ یہ مہینے انگریزی یا دیسی مہینوں میں سے کسی مہینہ میں آجائیں۔ کئی اسلامی وقائع بھی انہیں مہینوں کی طرف منسوب ہیں۔ مثلاً یوم عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربیع الاوّل میں، حضرت غوثِ اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ شریف ربیع الثانی میں، معراج شریف رجب میں، شبِ براْت شعبان میں، لیلۃ القدر رمضان میں ہوتی ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس کے مہینے کو یاد کریں اور اپنے بچوں کو بھی ان مہینوں کی تعلیم دیں اور جو خواص وعبادات ان مہینوں سے وابستہ ہیں وہ ان کے ذہن نشین کرائیں۔ لیکن افسوس کہ بچے تو کہیں رہے، عمر رسیدہ لوگوں کو بھی عربی مہینوں کے نام نہیں آتے۔ دیہات میں دیہاتی لوگوں کو ہندی مہینے از بر ہیں مگر عربی مہینوں کو نہیں جانتے' یہاں تک کہ اگر کہا جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رجب کے مہینے میں معراج ہوئی تو پوچھتے ہیں رجب کس مہینے کا نام ہے۔ (فالی اللہ المشتکی و ھو المستعان)

بے خبر مسلمان ہوشیار

فقیر ایک سال عید الفطر کے بعد مدینہ پاک سے انگلینڈ گیا تو وہاں مسلمان مرجھائے ہوئے محسوس ہوئے۔ معلوم کرنے پر بتایا کہ عیسائی، یہودی ودیگر غیر مسلم طعنہ دیتے ہیں کہ تمہاری عید چاند کی محتاج اور چاند رؤیت کا محتاج اور تمہاری رؤیت تمہارے بس میں نہیں۔ فلہٰذا ہمارا نظام شمسی ہی بہتر ہے کہ اسے اپنا لیا جائے تو کسی قسم کا جھگڑا نہ ہو اور تہوار بھی خوشگوار۔

اس کا جواب جو فقیر نے عرض کیا اور بعد کو لکھوں گا۔ پہلے مندرجہ ذیل مضمون ایک رسالہ سے نقل کر دوں تا کہ طعنہ بازوں کے ہوش ٹھکانے لگیں۔

۱......سن ہجری خالص قمری ہے۔ قمری ہجری سال ۳۵۴ دن سے کم اور ۳۵۵ دن سے زیادہ کا نہیں ہوتا، یہ سنہ جولین پریڈ کے 1948439 دن گزرنے کے بعد شروع ہوا ہے۔

۲......اہل ہیئت نے سنین قمری کو دورِ صغیر وکبیر پر تقسیم کیا ہے۔ تین سال قمری دورِ صغیر اور سات دورِ صغیر یعنی دو سو دس سال قمری کا دورِ کبیر ہوتا ہے۔ (سن ہجری کا پہلا دورِ کبیر ۱۵ ہجری کو ختم ہوتا ہے۔ اس میں دس سال عہد نبوت کے ہیں۔ باقی دو سو سال وہ ہیں جو حدیث الآیات بعد المائتین کے ہیں)۔ دورِ صغیر تیس سال میں سے اُنیس سال ۳۵۴ دن کے اور گیارہ سال ۳۵۵ دن کے ہوتے ہیں اور ایام کی تعداد کے لحاظ سے ہر دورِ صغیر 10631 دن کا اور دورِ کبیر 74417 دن کا ہوتا ہے۔

۳......ہر دورِ صغیر دوسرے دورِ صغیر کے ساتھ یہ مماثلت رکھتا ہے کہ جس ترتیب کے ساتھ پہلے دورِ صغیر میں قمری مہینے 29 ,29 یا 30 ,30 کے آئے تھے۔ اس سے ملحق دوسرے دور میں بھی سب قمری مہینے اسی ترتیب کے ساتھ 29 ,29 یا 30 ,30 دن کے آئیں گے اور پچھلے دورِ صغیر کے تمام سال اور مہینے اپنے سے پہلے دور کے برسوں اور مہینوں سے بالترتیب پانچ دن بعد شروع ہوا کرتے ہیں۔

۴......دورِ کبیر کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے سے پہلے دور کے برسوں اور مہینوں کے مطابق ہوتا ہے۔ یعنی برسوں اور مہینوں کے شروع ہونے کے دن اور ان کے دِنوں کی تعداد بالترتیب بالکل وہی ہوتی ہے۔ جو ماسبق دور میں تھی۔

۵......نقشۂ مندرجہ ذیل میں سنہ ہجری سے 1470 ہجری تک سالہائے ہجری کے شروع ہونے کا دن روایت عرب کے مطابق درج کیا گیا ہے۔ اور 355 دن کے برسوں کو خطوط وحدانی میں دِکھایا گیا ہے۔

نقشہ

﴿ تعداد ایام عیسوی از یکم جنوری دوشنبہ ...... جدول تعداد ایام سالہائے ہجری ﴾

میزان افزوں ایام	تعداد ایام	سالہائے ہجری	تعداد ایام عیسوی از یکم جنوری دوشنبہ
354	10	1	227014
709	355	(2)	227068
1063	354	3	227723
1417	354	4	228077
1772	355	(5)	228431
2126	354	6	228786
2480	354	7	229142
2835	355	(8)	229495
3189	354	9	229850
3543	354	10	230204
3898	355	(11)	230558
4252	354	12	230913
4607	355	(13)	231267
4961	354	14	231622
3515	354	15	231976
5670	355	(16)	232330
6024	354	17	232330
6378	354	18	233039
6733	355	(19)	233393
7087	354	20	233748
7442	355	(21)	234102
7796	354	22	234457
8150	354	23	234811
8505	355	(24)	231565
8859	354	25	235520
9313	354	26	235874
9568	355	27	236228
9922	354	28	-
10272	354	29	-
10631	355	30	-

﴿ تعداد سالہائے قمری تعداد ایام ...... جدول دور ہائے صغیر قمر معہ تعداد ﴾

تعداد سالہائے قمری	تعداد ایام	تعداد سالہائے قمری	تعداد ایام
30	10631	420	148834
60	21212	630	223251
90	31893	840	297668
120	42524	1050	372085
150	53155	1260	446502
180	63786	1470	520919
210	74417	-	-

غرہ سنہ ہجری کے دریافت کرنے کا طریقہ

٢......نقشہ مندرجہ بالا سے کسی سال ہجری کے شروع ہونے کا دن معلوم کرنے کیلئے اس سال کو 21 پر تقسیم کریں۔ تقسیم کے بعد جس قدر سال باقی رہیں، ان کو سالہائے ہجری کے خانے میں دیکھیں (جو کہ ذیل میں ہے)۔ خانہ (الف) کی سیدھ میں خانہ (ب) کے ہندسہ کے نیچے جو دن لکھا ہوا ملے گا، اسی دن سے وہ سال ہجری شروع ہوگا۔ ان میں سے خانہ (ب) کے زیادہ سے زیادہ سال جو کم ہو سکتے ہوں ان کے نیچے اور ان برسوں کے کم ہونے کے بعد جس قدر سال باقی رہتے ہوں، ان کے مقابل ہی ہیں۔

سالہائے ہجری (الف)						دورہائے 30 سالہ (ب)						
سالہائے ہجری						210	30	60	90	120	150	180
1		9	17	25	یہ جدول جنتری کے مطابق ہے	یکشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ
(2)		10	18	26		جمعہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ
		11	19	27		سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	پنجشنبہ
	4	12	20	28		شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	دوشنبہ
	(5)	(13)	(21)	29		پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	شنبہ
	6	14	22			دوشنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ
	7	15	23			شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	دوشنبہ
3	(8)	(16)	(24)	(30)		چہارشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	جمعہ

۷......سنن ہجری و عیسوی کی تواریخ شہور کی مطابقت کیلئے ذیل میں جدول تعداد ایام سال ہائے ہجری درج کی جاتی ہے۔ جب کسی سال ہجری کا غرہ اور اس کے مطابق عیسوی تاریخ ماہ و سنہ معلوم کرنا ہو تو جس قدر پورے سال ہجری گزر چکے ہوں ان ہجری سالوں کے دن جدول تعداد ایام سال ہائے ہجری سے معلوم کر کے ان میں 227015 دن جمع کریں۔ مجموعہ ایام کے برابر دِنوں کا شمار کر کے یکم جنوری ۱ عیسوی یوم دوشنبہ سے بہ حساب جدید شمار کریں۔ جیسا کہ سن عیسوی جدید کے ضمن میں بیان کیا جاتا ہے۔ جس سال کے مہینے تاریخ عیسوی پر اس دن ختم ہوں اسی تاریخ عیسوی کو سنہ مطلوب ہجری کا یکم محرم ہوگا۔

۸......اسلام میں سنہ ہجری کا استعمال بعہد خلافت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جاری ہوا۔ یوم الخمیس ۳۰ جمادی الثانی ۱۷ھ 9/12 جولائی 638ء حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے سنہ کا شمار واقعہ ہجرت نبوت سے کیا گیا اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین کے مشورے سے محرم کو اوّلین شہور مقرر کیا گیا۔

۹......سنہ ہجری میں ایک عجیب فضیلت پائی جاتی ہے کہ وہ شروع سے حال تک اپنی صوت مجورہ پر آتا ہے۔ جو دنیا کے مروجہ سنین میں غالباً کسی سنہ میں نہیں پائی جاتی۔

دوسری خصوصیت اس کی یہ ہے کہ بہ لحاظ تداول و استعمال بھی سنہ ہجری دنیا کے اکثر مروجہ سنین سے قدیم سنہ ہے۔ اگرچہ وہ اپنے اعداد کے لحاظ سے سنہ ہجری سے زیادہ پرانے معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً یکم محرم سنہ ایک ہجری 16 جولائی 5335 جولین کے مطابق:

الف......جولین پیریڈ کا سن بظاہر سنہ ہجری سے 5334 سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ سنہ ہجری سے 989 سال بعد 1582 عیسوی میں وضع ہوا۔

ب......سنہ عبرانی کے مطابق یکم محرم سنہ ہجری کے دن 3۔ آب 4382 عبری تھا۔ اس لئے بظاہر سنہ عبرانی سنہ ہجری سے 4381 سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ مگر دراصل یہ 1582 ع میں وضع ہوا۔ (ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا آف برطانیکا)

ج......سنہ سکندری کل جگ سنہ ہجری سے 3723 سال پہلے کا معلوم ہوتا ہے مگر یورپین مؤرخین اور ہیئت دان تسلیم کرتے ہیں کہ یہ سن چوتھی صدی عیسوی میں وضع کیا گیا تھا۔ یعنی اپنے حساب سے 34 صدیاں گزرنے کے بعد اس کا نام عالم وجود میں لایا گیا۔

د......سنہ سکندری سنہ ہجری سے 932 سال پہلے کا ہے مگر اپنی موجود ہیئت میں نوزائیدہ ہے۔ کیونکہ یہ شروع میں کئی صدیوں تک قمری مہینوں پر چلتا رہا ہے اور اب اسے شمسی مہینوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

ھ......سمت بروشٹہ کے مطابق یکم محرم ۱ھ کے دن 26 ساون سمت 679 تھا۔ اسلئے بظاہر سمت بروشٹہ سنہ ہجری سے 678 سال پہلے کا معلوم ہوتا تھا مگر ہندو اور یورپین محققین کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ سمت 798 بروشٹہ سب سے پہلے سال ہے جس کو سمت بروشٹہ کا نام دیا گیا ہے۔ چونکہ یکم بہار (طرہ اوّل) سمت 789 بروشٹہ ۲۳ جمادی اوّل ۲۲۶ ہجری کے مطابق ہے۔ اس حساب سمت بروشٹہ سنہ ہجری سے 225 سال بعد شروع ہوتا ہے۔

و......تاریخی طور پر سنہ سب سے پہلی دفعہ 478ع بمطابق ۱۳۰ ہجری میں لکھا گیا۔ (ملاحظہ کلاسیکل ڈکشنری، جی چرانز)

ز......عیسوی قدیم انگلستان میں 2 ستمبر 1753 ع یوم چہار شنبہ مطابق ۳ ذی قعدہ ۱۱۶۵ ہجری تک جاری رہا۔ ۴ ذیقعدہ ۱۱۶۵ ہجری یوم پنجشنبہ کو حساب جدید کے مطابق 14 ستمبر 1752ع کو لکھا گیا۔

اسلام نے سال کا شمار قمری حساب پر رکھا ہے اور اس حساب کو قمری حساب کے برابر کرنے کیلئے کوئی لوند (کبیسہ) کا مہینہ اختیار نہیں کیا گیا کیونکہ اسلام دین فطرت ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ شارع علیہ السلام اس نہج حساب کو پسند فرماتے جو فطرت کے اصول پر مبنی بر مصلحتِ دین ہے۔ اسلام کی اعلیٰ خصوصیات مساوات بھی ہے اور ایک خصوصیت اس کی ہمہ گیر بھی ہے۔ اسلام نے ان خصائص کی حصانت وحمایت میں یہ پسند فرمایا کہ اسلامی مہینے ادلتے بدلتے موسم میں آیا کریں اور لون وغیرہ کے اضافے سے اس صفت تقلب ایام کا سدّ باب نہ کیا جائے۔ ذرا اسلام کے رُکن چہارم ماہِ رمضان پر غور کرو کہ اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماہِ صیام کیلئے شمسی مہینہ مقرر فرما دیتے یا قمری حساب میں لوند (کبیسہ) لگانا منظور فرما لیتے تو نتیجہ کیا ہوتا۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقرر کردہ مہینہ خواہ گرم موسم کا ہوتا یا سرد موسم کا، مگر لابدی حالت یہ ہوتی کہ نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ آسانی میں اور نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ تنگی وسخت میں پڑ جاتے۔ کیونکہ علم جغرافیہ کے ایک طالب سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ دسمبر جو نصف شمالی دنیا کا سرد اور سب سے چھوٹے دن کا مہینہ ہے وہ نصف دنیا کا گرم اور طویل دن کا مہینہ ہے۔ پس اسلام کی مساوات جہاں گیری کا اقتضاء ہی یہ تھا کہ اسلامی سن قمری حساب پر ہوتا اور قمر کی حرکات کو انسانی اختراع لوند وغیرہ کو شمولیت سے کالعدم نہ کر دیا جاتا۔

نہ صرف چاند بلکہ اسلام نے انسان کے ہر شعبہ کو آسانی عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (سورۂ بقرہ:۱۸۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دُشواری نہیں چاہتا۔

اس قاعدہ پر چاند کے متعلق بھی آسانی مدنظر ہے۔ اسلئے نظام شمسی کیلئے گنتی کی محتاجی ہے۔ اس سے انسان دوسرے کا محتاج ہوتا ہے کہ جسے گنتی سے لگاؤ ہے وہی تاریخ بتائے تو کام بنے اور چاند گنتی کا محتاج نہیں ہر چھوٹا بڑا، پڑھا لکھا ان پڑھ اپنے کام کا خود کفیل ہے۔ دوسرے کسی کا محتاج نہیں، لیکن جب وہ ان امور کی طرف توجہ ہی نہ دے تو اسے کون سمجھائے۔ اسی لئے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر نئے چاند کو دیکھنے کا حکم فرمایا۔ جن مہینوں کا تہواروں (عیدین وغیرہ) کا تعلق ہے اس کیلئے واجب قرار دیا لیکن مسلمان خود ہی اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کا پابند نہ ہو تو اسے کون پوچھے لیکن یہ رویت بھی شرعی امور سے متعلق ہے۔ ورنہ اگر حساب دانی پر امور کو منسلک کیا جائے تو قمری حساب شمسی حساب سے آسان تر ہے۔ اس کیلئے علمائے اسلام نے کئی طریقے تیار فرمائے ہیں۔ چند طریقے فقیر عرض کرتا ہے لیکن مسلمانوں کو اپنے امور سے لگاؤ نہیں اور انگریز نے چالاکی سے اپنے امور کو بالادستی و غلبہ تک پہنچا دیا۔ مسلمان ذہنی طور پر اس کا غلام ہے۔ اسلام سے بے بہرگی پر توجہ نہیں دیتا۔ اسی لئے سمجھتا ہے کہ اسلام میں دُشواری ہے۔ اگر آج ہمیں سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا سربراہ مل جائے پھر ہم انسان کی زندگی کے ہر شعبہ کو سورج سے زیادہ روشن فوقیت دکھادیں گے۔

ہر ماہ کے عربی مہینوں کی پہلی تاریخ معلوم کرنے کا طریقہ

جس مہینہ کی پہلی تاریخ معلوم کرنا ہے اس کے سنہ کو ۸ پر تقسیم کریں۔ جو کچھ بچے دائیں طرف سے اس کو لیں اور جس مہینہ کی تاریخ مطلوب ہے اس کو اوپر سے جس خانے میں دونوں آکر ملیں اس میں جو دن لکھا ہے اسی دن غرہ ہے اور اسی دن آٹھ پندرہ اکیس ۲۹ ہوں گے اور اسی حساب سے بقیہ تواریخ کے ایام بھی معلوم ہو جائیں گے۔ مثلاً دیکھنا ہے کہ رَمضانُ المبارک ۱۳۳۷ھ کی یکم کس دن ہوگی تو ۱۳۳۷ کو ۸ پر تقسیم کیا۔ گو ایک بچا اس کو دائیں طرف سے لے کر رمضان شریف کے نیچے دیکھا شنبہ ملا۔ معلوم ہوا کہ روز شنبہ کو غرہ رمضان ہوگا مثلاً ۱۳۳۷ ÷ ۸ جواب ۱۶۷ اور باقی ایک بچا دوسری مثال ۱۳۳۷ کے شوال کا غرہ۔ شوال کو نیچے دوشنبہ ملا معلوم ہوا کہ دوشنبہ کو غرہ ہوگا۔

انتباہ...... یہ بلحاظ قواعد معلوم کرنے کا طریقہ ہے اس قاعدہ کا اثر احکام شرعیہ پر نہیں شریعت مطہرہ میں رویت ہلال پر ہی مدار ہے۔

عدد	ربیع الآخر	جمادی الاولیٰ	محرم	جمادی الآخر	صفر	ربیع الاول	شعبان المعظم
	رمضان		شوال	ذیقعد	رجب	ذی الحجہ	
۱	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ
۲	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ
۳	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ
۴	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۵	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ
۶	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ
۷	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ

(موذن الاوقات)

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان